

آپ علم کو پڑھتے ہیں اُس علم میں کمال پیدا کریں، امتیاز پیدا کریں اور تقویٰ و صیرکو اپنا شعار پڑائیں۔

اپنے سر میں ڈوب کر یا جاسٹ رائے نہ لگی
تو اگر میرا نہیں بنتا تو اپنا تو میں
کوئی دل نہیں دیتے والا کوئی اپنے کو کیڑا کر کر چھوٹے جانے والا کوئی
اپنے ٹڑک کو کوئی چھر تھی نہیں ہے، میں اگر خارج ہوں گی اپنے کوئی
گھوٹ جھکوٹ لکھا رہی ہے اور معلوم ہوں یا چکر اپنے ڈوبی اپنے ڈوری
اپنے سلک جائے۔ فرق ہے آج کسی نہ مانے اور پہلے کسے نہ مانے
کہ تھا اور کہ تھا فرق تو برا برہ بنتا رہا۔ میکن پیٹھوڑی
کو کہ جمیلی تھا وہ میں ہر حال بردہ رہی کیکھا یہے لوگ لٹھے ہی
پہنچ کر نہ جعلی

”اسلام کا قلعہ عیسائیت اور یہودیت نے فتح کر لیا کیونکہ وہ غیر مسلمان تھیں رہا جو اس کی پار کے بانی کرتا۔“

ایسا کا تذمیر علیسا پرست اور دین پرست ایسا ہے جو کوئی ایسا میرے دلوں ایسی
کا کوئی مسئلہ ہے نہ کوئی شکل برالیم ہے دل کوئی ایسا میرے دلوں ایسی
گھنٹی ہے نہ کوئی چیختا ہے نہ کوئی ایسا ذہانت کا امتحان ہے کچھ نہیں مارا
شکار ہے کہ آدمی نہیں۔ آدمی کیوں نہیں کہ آدمی کی جو کام کہا ہے ہیں ہیں۔ جو
انسانت کے کافر نہ لئے جہاں آدم گیری اور صدر مسلمانی کا کام ہوتا ہے، وہ یا
زیادہ سچے الفاظ ایں ہوئی چاہتے وہ کام کا ہے اس وقت مدخل پڑی ہے۔
وہ کام کا ہے جیسے چیل رہی ہیں گہر آدمی تیار نہیں ہو رہا ہے، مجھ تو اپنے پلے
اور دوسرا غیر میں بھی ندوہ اور دینہ بھی نظر آئے، اس میں کوئی مبالغہ
نہیں اور کوئی نجاشا یا اور خود فرزی بھی نہیں ہے، میں نہ اپنے نفس کو خوش کرنا
چاہتا ہوں بلکہ بالکل سبیئے تم بن فوریہ نے کبا تھا۔

فدعائی هذا كلہ قبر ماکنی

زندہ انسانوں کے مقبرے: صحیح زندہ انسانوں کے مقبرے
نظر آئے، وہ تو زندہ بھائی پر دنما قایم زندہ انسانوں پر دنما ہوں کوڑا
زیادہ بد قست اور قابلِ رحم ہے میں نہیں بکرستا، شاعر ایک ایسی ہستی کو
روتا تھا جس کے لئے موت مقدار تھی، اور اس کو اس دنیا سے جانا تھا اور
اس کا وقت موعود آچ کا تھا، لیکن میں تو ان زندہ انسانوں پر دنما ہوئے
زندہ رکھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، جو دوسروں کو زندہ کرنے کے لئے
پیدا کیا گیا ہے۔ جس کے حد میں بھائی آئی تھی، جن کے حستے میں ضیا کوئی
موت کا پیغام دینا تھا، جن کو ساری دنیا کی نسلت سے مقابلہ کرنا تھا
میں قوان کے لئے روتا ہوں،

میں اس فانی انسان کا مرثیہ خواں نہیں، میں تو ملت کا مرثیخوا

جوں میں ان کا رجھا ہوں کا مرثیخواں ہوں جن کا کام ہی یہ تھا، اگر ان
کوئی جواز تھا، اگر ان کی کوئی افادت تھی، اگر کوئی ان کی قدر و قیمت
تو یہ کہ وہ ابے آدمیوں کو پیدا کرے اور عالم اسلام کو زوال سے بچا۔
مرثی کا اصل ہے، میر کا اصل ہے کہ قائد نہیں، میر کا اصل ہے

ہے اور حقیقت جو شخص اگر اپنی نکاحوں سے دیکھ لے پھر وہ اپنے
دملخ اور نکاحوں کو دھوکہ نہیں دے سکتا، اس سے آپ کچھ بھی کہلوائے
کوئی بھی من nouجہ ہو، کہیں سے واپس آیا ہو، بیت اللہ کے طوات سے واپس
آیا ہو، اسچھنوکا کی زیارت سے واپس آیا ہو، علار کی کسی مجلس سے واپس کیا
ہو، یا کسی سیاسی موئرے سے واپس آیا ہو، اس نے اخبار پڑھا جو یا تاریخ
کی کوئی کتاب پڑھی ہو، یا کوئی راستا پڑھی ہو، یا کوئی ادبی تابع کا پڑھا
ہو۔ اس پر حقیقت پورے طور پر مقابلہ ہے کہ، جب بولی گھاؤ تو اسی کی
زبان سے ادرج رکھے گا تو اسی کی آنکھ سے، اس وقت یورے عالم اسلام
کا مشذب ہے کہ قیادت تو بُریِ حیثیت موجودہ حالات سے آنکھیں ملنے والے
وجودہ حالات کے پیشے کو تول کرنے والے، اور اس دھارے کے ملاطف چلے
والے اکثریت جلانے والے تو بُریِ حیثیت، باختر پر بارے والے بھی ناپید ہیں۔
ایسے جانماز ملاح یہ آج عالم اسلام میں ضفود ہیں، جسے کسی زمانے میں لوگ
عقل اک مثالی دیا کرتے تھے، پتہ نہیں اس کی کیا حقیقت ہے، اس کا کبیس وجود
ہے یا نہیں، اونٹ میں لکھا ہے میر دنال اسم محبول بھیم، اس سے بہتر اس کی تعریف
نہیں ہو سکتی، لیکن آج کا سب بڑا عنقاء ہے وہ، وہ مسلمان میں جوان حالات
سے لکھتے نہ کیے، لکھتے انشکے لئے تیار ہوں، اور وہ ”بیشگ“ میں لکھتا
صفت سورہ رحمٰن، جس کو اقبال نے کہا ہے، جسے سورہ رحمٰن میں ہر چیزیں
تنوع ہے، اللہ تعالیٰ اپنی فتنیں کھانا تا ہے لیکن اس کے بعد کہتا ہے فیما
آلام و بیکمان کذب بان، خوابیں کتنا نوع ہو، دلائل میں کتنا نوع ہو، لیکن
یہ تجویز ایک ”قبای الاعد ربکما نکذب بان (تم اللہ تعالیٰ کی تعمیت کو
کب تک جعلدار کی) تو وہ جو اپنے آبندگی میں لکھتا ہو، اپنے زندگی میں بھی لکھتا ہو،
اس مسلمان کی نایابی اس مسلمان کا فقدان، اس مسلمان کا عنقا صفت ہو جانا
کوئی کہ وہ ابے آدمیوں کو پیدا کرے اور عالم اسلام کو زوال سے بچا۔
اس وقت عالم اسلام کا سب بڑا مسئلہ ہے۔

اسلام کا قلعہ عیسیٰ اور یہودیت نے فتح کردا:

کتابتیں دو دنیا ہر کسی کی عقیلی میں، لیکن میں ان سادی چیزوں سے
زندگی دو دنیا ہر کسی کی عقیلی میں، لیکن میں ان حقیقتوں کو اپنے کے سامنے
کھینچتا ہے کیا اس معرفت نہ لگا میں شکل ہے، میں ان حقیقتوں کو اپنے کے سامنے
اوں آپ کا بھرپور جو ہے اور آپ سے ٹھیک کر کر اس زیادہ کوئی سوزوں اور
نابھیوں نہیں ہو سکتا۔

زندگی دو دنیا ہر کسی کی عقیلی میں، لیکن میں ان سادی چیزوں سے
کوئی کہتے ہیں کہ آدمی جو ہتھ کھانا پوچھتا ہے یا کسی حقیقت کا غلبہ ہوتا ہے تو
کوئی دنیا ہر چیزیں برخیزیں ایسی کام کی جیز نظر آتی ہے اور دو دنیا اپنے غدر و می
کو اپنے دنیا میں دیکھتا ہے۔ ایک عرب شاعر کو جو اپنے جانی کے فراق کا داش
تھا پہنچا تھا، اور اس بر اس کا تھن اور اس کا طبعی صدر پورے طور پر غایب
ہوا تو گوئی نے اس پر ملامت کی کہ وہ ہر قبر کے پاس بھڑتا ہے اور دو دنیا اپنے افس
دیتا ہے تو گوئی نے کہا کہ یہ سلسلہ قبر اور داراز ہے اور ہر قبر کا جو کسی نے سرسری
ماں اسکتے ہے کو غدر و می اسکے پاس بھڑے اور اپنے پرانے زخموں کو یاد کرے۔
وہ اپنا غلام تازگر کے تو اس نے کیا،

لقد لامع خند القبور علی البداء - رفیقی نہزادات الامع الواقف
مقابل ایکی سلی قبور دامت، - بیقرفلی میں اللہ خالق کا داش
حقیقت لہ، ان الشیعیت الشعا - فدھعنی حقیقتاً لکہ، قبر مالک
(بیرے دوست نے صحیح ہر قبر کے پاس روئے پر ملامت کا مسئلہ پیختہ ہوئے
آنہوں سے) — پس کہا کہ کیا تو یہ اس قبر بدر دے گا جس کو کوئی
جو مقام لئی اور دکا دک کے درمیان ہے — میں نے اس سے کہا کہ
غم ابعاث تا ہے مم کو۔ پس تو مجھے چھپر ہوئے یہ نام ایک کہ تیری جسی۔

یہ میر جن فوریہ کے اشارہ ہیں، جو اس نے مالک بن فوریہ کے مرتبہ میں
لیکے اور اس میں ایک بڑی حقیقت کی ترجیحی کی ہے۔ ایک عالمی حقیقت، ایک ابی
حقیقت، ایک عالمی حقیقت، بعض مرتب شرعاً اپنے محمد و دارے کے اندھے
اقدامات کے اور سے سخت عالمی حقیقتیں کا اعلان کر تے میں، وانہ

بیان کی شب تاریک میں قندل بہیان



یہی مقصود فطرت ہے، یہی رمز سلیمانی

اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی

بُت ان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گمراہ جا

نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ اغوانی

میان شاخاراں صحبت صراغِ چمن کب تک

ترے بازو میں ہے پروازِ شامین کہتا فی

گاں آبادستی میں یقین مردمسلمان کا

بیان کی شب تاریک میں قندل بہیانی

مٹایا قیصر و سرمنی کے استبداد کو جس نے

وہ کیا تھا؟ روحِ رضا، فقیرِ بوذری، صدقِ سلامی

پوئے احرارِ ملتِ جادہ پیسا کس سختی سے

تماشانی، شگافِ در سے ہیں صدیوں کے زندانی

شباتِ زندگی ایمانِ حکم سے ہے دنیا میں

کہ المانی سے بھی پائندہ ترنکلاہے تورانی

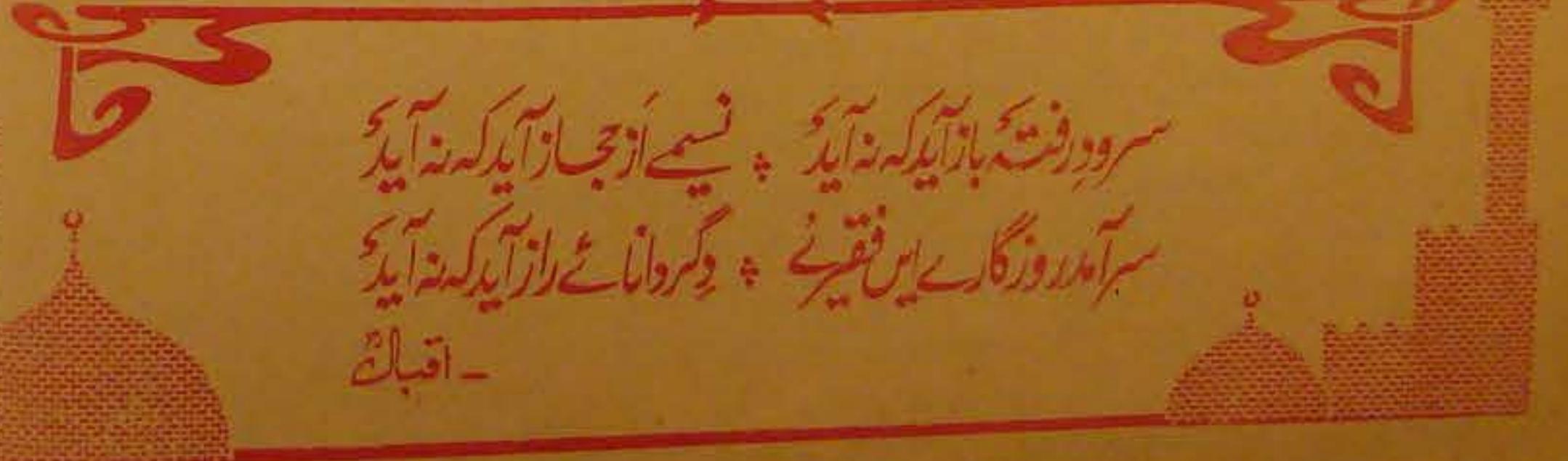
جب اس انگارہ خاکی میں ہوتا ہے یقین پیدا

تو کریمیت ہے پیال و پر روحِ الامیں پیدا

سرو و رفتہ بازیلکہ ناید، نیسے از جوازِ آیکہ کہ نہ آید

سر آمد روزگارے یں فقیرے، وگروانائے رازِ آیکہ کہ نہ آید

- اقبال



جب ظلم و تم حد سے گزر تشریفِ محیث لے آئے

کام و مدد نہ مانے دا لے ملاؤں کر کے ون ایکی نظریہ
اور ان کے اصل مقدور جیات اور شکنی یا یاد دلاتا ہے
محمر بی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نیکی یعنی حیثیتِ معاشر دنیا میں
تشریف نہ لے۔ مراپ نے کام بوت کو ختم نہیں فرمایا،
بلکہ اسے زیرِ قیامت اور سرگردانی میں دھنس کر
جو مانعیں ہیں جنہیں افراد انسانی کرتے رہے اسے ایک پوک
امات کے پر دیکھا اور اسی کا اعلان انتقالی نہیں
کام میں فرمایا ہے کہ کیونکہ خیر کے لئے اخراج
للبساں تائیں تھریوں بالمعن و فی و مکھوں میں
الذہن کے واقعہ میں نہیں باللہ۔ یہ وہ ایک مص
وقام اور نہ سرداری کو جس کا استخراج ہے جو ایک اور
جس کے لئے حق من و حسن کی قربانی یہ چہ وقت آمادہ
ہے کہ دنیا کے انسانیت کی امانت اور قیامت کے معانی
پہ اس سلسلہ انسانیہ کی تھیں تھیں اور گھر کے
کر سکتے تھے جو اپنے زبان کی قیامت
وہ کہنے دیکھ اپنے زندگی کے بھی پوک و

بھی نے جب اپنی اس تباخ بے پہاڑی ناقہ کی
اور محسن انسانیت، آپ کے صحابہ اور اسلام کے
لئے قدم سے روگر دالتی ہی تو یہ سچا اور زوال کی
ایساں بکھر پہنچ گئے ہے

خود اور دین اور حیات پاٹی تھی

تریا سے زمیں پر انسان ہے تم کو دعما

پورہ سوسال پیٹے ظلم و تم حد سے اور خدا فرموشی کے
ما جوں میں بخست اور خدا پرستی کی دعوت دینے والے

ظہیر انسان ہے ایک وladat دراصل بنت اسلام کے لئے

بھروسی سے ہٹلار کرنے کے لئے اس گروہ نے اپنے اس دعوے کی تصدیق کرتا ہے۔ انسانیت کو غلام

وطن کی عہدت سب کچھ قربان کرنے میں زندگی، مال و متاع، مل و اولاد اور جسم

کریم کی نظر گروہ انسانی میں سے کسی بھی طبقہ میں نہیں تھی۔ انسانیت کے ہدود و عکار اور انسان

کو اس کے حقیقی رب سے جوڑنے والے اس گروہ کے آخری نمائندہ غلام انبیین سرورِ عالم صرفتِ محمد

پھر اس علم و ملم کی ذات گرامی ہے۔ آپ کی بشت جس خطاب میں عد ہوئی جس قوم میں ہوئی اور جس

میں لا تقویر انسانیت کی تھت بھاگ کر کردار انسانوں کا اختصار اور ان کی پامالی کو رپا

شار بنا لیا تھا۔ جس دور میں انسان اپنے مالک حقیقی کو فراوش کر کے بے شمار خود ساختہ موجودہ

کا پرستار ہو گیا تھا۔ جس دور میں انسانیت کو ارزانی نے لوگوں کو اس دکھوی سے بچو گریا

فقط جس دور میں انسانی آبادی کا نصف حصہ یعنی عورت اپنے جائز اور ضروری حق سے محروم ہے

جس دور میں انسانیت کی خلائق میں زندگی کا بوجھ اٹھائے چلا جا رہا تھا، جس دور میں اعلیٰ

رشادت، انسانیت اور اپنی ذات سے بند بکر زندگی

کو اگارنے کا سلسلہ بس دن اس ملت میں برداشت کا وہ عالم

انسانیت کے لئے سب اسکے ترین دن ہو گی اور دنیلے اور

اس ملت کے قربوں میں ہو گی۔

کرب و ذرت یہیں سہلاریا پکے چل کر طرح
گئے کوئی تاریخ ہے۔

سکاٹ اس اعلیٰ ابوبکر کے ایجاد عار اور تاریخ انسانی کا سیاہ باب میں کر رکھئے

آج ابوہلی اور ابوبکر کے ایجاد اور ان کی زندگی کو اپنے لئے موند بھئے والے ایونیز

خراکرے والے تلاش لے چکے تو ناما جی ہو گی لیکن مل کے ایک پورھری کے بیانِ غلامی کی ابتو زندگی

کر کے والے مگر انسانیت کی دعوت پر بیک کر کے اپنی دینا اور آخرت سوار نے والے

ان امور ایسا ہے جو اس طبق مکارے ہے۔

مالاں کے اخراج قیام گرتے ہیں۔

ظلم و ملم کی تاریکی فکر کو امن و انسان کی روشنی میں تبدیل کرنے والی زبان گرامی

